

کریں گے،<sup>(۱)</sup> سو تم بہ آسانی جتنا قرآن پڑھ سکو پڑھو<sup>(۲)</sup> اور نماز کی پابندی رکھو<sup>(۳)</sup> اور زکوٰۃ دیتے رہا کرو اور اللہ تعالیٰ کو اچھا قرض دو۔<sup>(۴)</sup> اور جو نیکی تم اپنے لیے آگے بھیجو گے اسے اللہ تعالیٰ کے ہاں بہتر سے بہتر اور ثواب میں بہت زیادہ پاؤ گے<sup>(۵)</sup> اللہ تعالیٰ سے معافی مانگتے رہو۔ یقیناً اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔ (۲۰)

سورۃ مدثر کی ہے اور اس میں چھین آیتیں اور دو رکوع ہیں۔

شروع کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

اے کپڑا اوڑھنے والے۔<sup>(۶)</sup> (۱)

لِأَنفُسِكُمْ مِنْ خَيْرٍ نَجِدُوهُ عِنْدَ اللَّهِ هُوَ خَيْرٌ وَأَعْظَمَ أَجْرًا وَاسْتَغْفِرُوا لِلَّهِ إِنَّ اللَّهَ عَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿۲۰﴾

سُورَةُ الْمُدَّثِّرِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ﴿۱﴾

يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ ﴿۱﴾

(۱) اسی طرح جہاد میں بھی پر مشقت سفر اور مشقیں کرنی پڑتی ہیں۔ اور یہ تینوں چیزیں۔ بیماری، سفر اور جہاد۔ نوبت بہ نوبت ہر ایک کو لاحق ہوتی ہیں، اس لیے اللہ تعالیٰ نے قیام اللیل کے حکم میں تخفیف کر دی ہے۔ کیوں کہ تینوں حالتوں میں یہ نہایت مشکل اور بڑا صبر آزما کام ہے۔

(۲) اسباب تخفیف کے ساتھ تخفیف کا یہ حکم دوبارہ بطور تاکید بیان کر دیا ہے۔

(۳) یعنی پانچ نمازوں کی جو فرض ہیں۔

(۴) یعنی اللہ کی راہ میں حسب ضرورت و توفیق خرچ کرو، اسے قرض حسن سے اس لیے تعبیر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس کے بدلے میں سات سو گنا بلکہ اس سے زیادہ تک اجر و ثواب عطا فرمائے گا۔

(۵) یعنی نقلی نمازیں، صدقات و خیرات اور دیگر نیکیاں جو بھی کرو گے، اللہ کے ہاں ان کا بہترین اجر پاؤ گے۔ اکثر مفسرین کے نزدیک یہ آیت نمبر ۲۰ مدینے میں نازل ہوئی ہے، اس لیے وہ کہتے ہیں کہ اس کا نصف حصہ مکی اور نصف مدنی ہے۔ (ایسر التفاسیر)

(۶) سب سے پہلے جو وحی نازل ہوئی وہ ﴿اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ﴾ ہے اس کے بعد وحی میں وقفہ ہو گیا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سخت مضطرب اور پریشان رہتے۔ ایک روز اچانک پھر وہی فرشتہ، جو غار حرا میں پہلی مرتبہ وحی لے کر آیا تھا۔ آپ نے دیکھا کہ آسمان و زمین کے درمیان ایک کرسی پر بیٹھا ہے، جس سے آپ پر ایک خوف سا طاری ہو گیا اور گھر جا کر گھروالوں سے کہا کہ مجھے کوئی کپڑا اوڑھا دو، مجھے کپڑا اوڑھا دو۔ چنانچہ انہوں نے آپ کے جسم پر ایک کپڑا ڈال دیا، اسی حالت میں یہ وحی نازل ہوئی۔ (صحیح البخاری و مسلم، سورۃ المدثر و کتاب الایمان) اس اعتبار سے

کھڑا ہو جا اور آگاہ کر دے۔ <sup>(۱)</sup> (۲)	قُمْ فَأَنْذِرْ ۝
اور اپنے رب ہی کی بڑائیاں بیان کر۔ (۳)	وَرَبِّكَ فَاكْبُرْ ۝
اپنے کپڑوں کو پاک رکھا کر۔ <sup>(۲)</sup> (۴)	وَشِيَابَكَ فَطْفُرْ ۝
نپاکی کو چھوڑ دے۔ <sup>(۳)</sup> (۵)	وَالرُّجُزَ فَاهْجُرْ ۝
اور احسان کر کے زیادہ لینے کی خواہش نہ کر۔ <sup>(۴)</sup> (۶)	وَلَا تَمُنَّ بِتَنَكُّتِكُمْ ۝
اور اپنے رب کی راہ میں صبر کر۔ (۷)	وَلِرَبِّكَ فَاصْبِرْ ۝
پس جب کہ صور میں پھونک ماری جائے گی۔ (۸)	فَإِذَا نَفَخَ فِي النَّافُورِ ۝
تو وہ دن بڑا سخت دن ہو گا۔ (۹)	فَذَلِكَ يَوْمَئِذٍ يَوْمٌ عَسِيرٌ ۝
(جو) کافروں پر آسان نہ ہو گا۔ <sup>(۵)</sup> (۱۰)	عَلَى الْكَافِرِينَ عَذِيبُهُمْ ۝
مجھے اور اسے چھوڑ دے جسے میں نے اکیلا پیدا کیا ہے۔ <sup>(۶)</sup> (۱۱)	ذُرِّيٍّ وَمَنْ خَلَقْتُ وَحِيدًا ۝
اور اسے بہت سامال دے رکھا ہے۔ (۱۲)	وَجَعَلْتُ لَهُ مَالًا مَمْدُودًا ۝
اور حاضر باش فرزند بھی۔ <sup>(۷)</sup> (۱۳)	وَبَيْنَيْنَ شُهُودًا ۝

یہ دو سری وحی اور فترت وحی کے بعد پہلی وحی ہے۔

(۱) یعنی اہل مکہ کو ذرا اگر وہ ایمان نہ لائیں۔

(۲) یعنی قلب و نیت کے ساتھ کپڑے بھی پاک رکھ۔ یہ حکم اس لیے دیا کہ مشرکین مکہ طہارت کا اہتمام نہیں کرتے تھے۔

(۳) یعنی بتوں کی عبادت چھوڑ دے۔ یہ دراصل لوگوں کو آپ کے ذریعے سے حکم دیا جا رہا ہے۔

(۴) یعنی احسان کر کے یہ خواہش نہ کر کہ بدلے میں اس سے زیادہ ملے گا۔

(۵) یعنی قیامت کا دن کافروں پر بھاری ہو گا، کیوں کہ اس روز کفر کا نتیجہ انہیں بھگتنا ہو گا، جس کا ارتکاب وہ دنیا میں کرتے رہے ہوں گے۔

(۶) یہ کلمہ وعید و تمہید ہے کہ اسے جسے میں نے ماں کے پیٹ میں اکیلا پیدا کیا، اس کے پاس مال تھا نہ اولاد، اور مجھے اکیلا چھوڑ دو۔ یعنی میں خود ہی اس سے نمٹ لوں گا۔ کہتے ہیں کہ یہ ولید بن مغیرہ کی طرف اشارہ ہے۔ یہ کفر و طغیان میں بہت بڑھا ہوا تھا، اس لیے اس کا خصوصی طور پر ذکر کیا ہے۔ واللہ اعلم۔

(۷) اسے اللہ نے اولاد کو رس سے نوازا تھا اور وہ ہر وقت اس کے پاس ہی رہتے تھے، گھر میں دولت کی فراوانی تھی، اس لیے بیٹوں کو تجارت و کاروبار کے لیے باہر جانے کی ضرورت پیش نہیں آتی تھی۔ بعض کہتے ہیں، یہ بیٹے سات تھے بعض کے نزدیک

۱۱۲ اور بعض کے نزدیک ۱۳ تھے ان میں سے تین مسلمان ہو گئے تھے، خالد، ہشام اور ولید بن الولید (رضی اللہ عنہم)۔ (فتح القدر)

اور میں نے اسے بہت کچھ کشادگی دے رکھی ہے۔<sup>(۱)</sup> (۱۳)

پھر بھی اس کی چاہت ہے کہ میں اسے اور زیادہ دوں۔<sup>(۲)</sup> (۱۵)

نہیں نہیں،<sup>(۳)</sup> وہ ہماری آیتوں کا مخالف ہے۔<sup>(۴)</sup> (۱۶)  
عنقریب میں اسے ایک سخت چڑھائی چڑھاؤں گا۔<sup>(۵)</sup> (۱۷)  
اس نے غور کر کے تجویز کی۔<sup>(۶)</sup> (۱۸)

اسے ہلاکت ہو کیسی (تجویز) سوچی؟ (۱۹)  
وہ پھر غارت ہو کس طرح اندازہ کیا۔<sup>(۷)</sup> (۲۰)  
اس نے پھر دیکھا۔<sup>(۸)</sup> (۲۱)

پھر تیوری چڑھائی اور منہ بنایا۔<sup>(۹)</sup> (۲۲)  
پھر پیچھے ہٹ گیا اور غور کیا۔<sup>(۱۰)</sup> (۲۳)

اور کہنے لگا یہ تو صرف جادو ہے جو نقل کیا جاتا

وَمَهَّدْتُ لَهُ تَمْهِيدًا ۝

ثُمَّ يَظْمَعُ أَنْ زَيْدًا ۝

كَلَّا إِنَّهُ كَانَ لِإِيْتِنَا عَنِيدًا ۝

سَأَرْهُقُهُ صُعُودًا ۝

إِنَّهُ فَكَّرَ وَقَدَّرَ ۝

فَعَمِلَ كَيْفَ قَدَّرَ ۝

ثُمَّ قِيلَ كَيْفَ قَدَّرَ ۝

ثُمَّ نَظَرَ ۝

ثُمَّ عَبَسَ وَبَسَرَ ۝

ثُمَّ أَدْبَرَ وَاسْتَكْبَرَ ۝

فَقَالَ إِنَّ هَذَا لِلْأَسْحَرِ نُيُوسَرُ ۝

(۱) یعنی مال و دولت میں ریاست و سرداری میں اور درازی عمر میں۔

(۲) یعنی کفر و معصیت کے باوجود اس کی خواہش ہے کہ میں اسے اور زیادہ دوں۔

(۳) یعنی میں اسے زیادہ نہیں دوں گا۔

(۴) یہ کَلَّا کی علت ہے۔ عَنِيدٌ اس شخص کو کہتے ہیں جو جاننے کے باوجود حق کی مخالفت اور اس کو رد کرے۔

(۵) یعنی ایسے عذاب میں مبتلا کروں گا جس کا برداشت کرنا نہایت سخت ہو گا، بعض کہتے ہیں، جہنم میں آگ کا پہاڑ ہو گا جس پر اس کو چڑھایا جائے گا۔ اِزْهَاقٌ کے معنی ہیں۔ انسان پر بھاری چیز لا دینا۔ (فتح القدر)

(۶) یعنی قرآن اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام سن کر اس نے اس امر پر غور کیا کہ میں اس کا کیا جواب دوں؟ اور اپنے جی میں اس نے وہ تیار کیا۔

(۷) یہ اس کے حق میں بددعا یہ کلمے ہیں کہ ہلاک ہو، مارا جائے، کیا بات اس نے سوچی ہے؟

(۸) یعنی پھر غور کیا کہ قرآن کا رد کس طرح ممکن ہے۔

(۹) یعنی جواب سوچتے وقت چہرے کی سلوٹیں بدلیں، اور منہ بسورا، جیسا کہ عموماً کسی مشکل بات پر غور کرتے وقت آدمی ایسا ہی کرتا ہے۔

(۱۰) یعنی حق سے اعراض کیا اور ایمان لانے سے تکبر کیا۔

ہے۔<sup>(۱)</sup> (۲۳)

سوائے انسانی کلام کے کچھ بھی نہیں۔ (۲۵)

میں عنقریب اسے دوزخ میں ڈالوں گا۔ (۲۶)

اور تجھے کیا خبر کہ دوزخ کیا چیز ہے؟<sup>(۲)</sup> (۲۷)

نہ وہ باقی رکھتی ہے نہ چھوڑتی ہے۔<sup>(۳)</sup> (۲۸)

کھال کو جھلسا دیتی ہے۔ (۲۹)

اور اس میں انیس (فرشتے مقرر) ہیں۔<sup>(۴)</sup> (۳۰)

ہم نے دوزخ کے داروغے صرف فرشتے رکھے ہیں۔ اور

ہم نے ان کی تعداد صرف کافروں کی آزمائش کے لیے

مقرر کی ہے<sup>(۵)</sup> تاکہ اہل کتاب یقین کر لیں،<sup>(۶)</sup> اور

اہل ایمان کے ایمان میں اضافہ ہو جائے<sup>(۷)</sup> اور اہل کتاب

اور اہل ایمان شک نہ کریں اور جن کے دلوں میں بیماری

ہے وہ اور کافر کہیں کہ اس بیان سے اللہ تعالیٰ کی کیا مراد

إِنْ هَذَا إِلَّا قَوْلُ الْبَشَرِ ۝

سَأَصْلِيهِ سَقَرٌ ۝

وَمَا أَدْرَاكَ مَا سَقَرٌ ۝

لَا تُبْغِي وَلَا تَنْدُرُ ۝

لَوْ أَحَاطَ بِالنَّبِيِّ ۝

عَلَيْهَا تِسْعَةَ عَشَرَ ۝

وَمَا جَعَلْنَا أَصْحَابَ النَّارِ الْأَمْلِكَةَ وَمَا جَعَلْنَا عَدِيْبَهُمْ

إِلَّا فِتْنَةً لِلَّذِينَ كَفَرُوا لِيَسْتَيْقِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ

وَيَزِدَّ الَّذِينَ آمَنُوا إِيمَانًا وَلَا يَرْتَابَ الَّذِينَ أُوتُوا

الْكِتَابَ وَالْمُؤْمِنُونَ وَلِيَقُولَ الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ

وَ الْكٰفِرُونَ مَاذَا أَرَادَ اللَّهُ بِهَذَا مَثَلًا كَذٰلِكَ يُضِلُّ

(۱) یعنی کسی سے یہ سیکھ آیا اور وہاں سے نقل کر لایا ہے اور دعویٰ کر دیا کہ اللہ کا نازل کردہ ہے۔

(۲) دوزخ کے ناموں یا درجات میں سے ایک کا نام سقر بھی ہے۔

(۳) ان کے جسموں پر گوشت چھوڑے گی نہ ہڈی۔ یا مطلب ہے جہنمیوں کو زندہ چھوڑے گی نہ مردہ، لَا يَمْوُتُ فِيهَا

وَلَا يَحْيٰى

(۴) یعنی جہنم پر بطور دربان ۱۹ فرشتے مقرر ہیں۔

(۵) یہ مشرکین قریش کا رد ہے، جب جہنم کے داروغوں کا اللہ نے ذکر فرمایا تو ابو جہل نے جماعت قریش کو خطاب کرتے

ہوئے کہا کہ کیا تم میں سے ہر دس آدمیوں کا گروپ، ایک ایک فرشتے کے لیے کافی نہیں ہو گا۔ بعض کہتے ہیں کہ کلدہ

نامی شخص نے جسے اپنی طاقت پر بڑا گھمنڈ تھا، کہا، تم سب صرف دو فرشتے سنبھال لینا، ۱۷ فرشتوں کو تو میں اکیلا ہی کافی

ہوں۔ کہتے ہیں اسی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کشتی کا بھی کئی مرتبہ چیلنج دیا اور ہر مرتبہ شکست کھائی مگر ایمان

نہیں لایا۔ کہتے ہیں کہ اس کے علاوہ رکنہ بن عبد یزید کے ساتھ بھی آپ ﷺ نے کشتی لڑی تھی لیکن وہ شکست کھا کر

مسلمان ہو گئے تھے۔ (ابن کثیر) مطلب یہ ہے کہ یہ تعداد بھی ان کے استہزاء یعنی آزمائش کا سبب بن گئی۔

(۶) یعنی جان لیں کہ یہ رسول برحق ہے اور اس نے وہی بات کی ہے جو پچھلی کتابوں میں بھی درج ہے۔

(۷) کہ اہل کتاب نے ان کے پیغمبر کی بات کی تصدیق کی ہے۔

ہے؟<sup>(۱)</sup> اسی طرح اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے۔<sup>(۲)</sup> تیرے رب کے لشکروں کو اس کے سوا کوئی نہیں جانتا،<sup>(۳)</sup> یہ تو کل بنی آدم کے لیے سراسرپند و نصیحت ہے۔<sup>(۴)</sup> (۳۱)  
 سچ کہتا ہوں<sup>(۵)</sup> قسم ہے چاند کی۔ (۳۲)  
 اور رات کی جب وہ پیچھے ہٹے۔ (۳۳)  
 اور صبح کی جب کہ روشن ہو جائے۔ (۳۴)  
 کہ (یقیناً وہ جہنم) بڑی چیزوں میں سے ایک ہے۔<sup>(۶)</sup> (۳۵)  
 بنی آدم کو ڈرانے والی۔ (۳۶)  
 (یعنی) اسے<sup>(۷)</sup> جو تم میں سے آگے بڑھنا چاہے یا پیچھے ہٹنا

اللَّهُ مَنْ يَشَاءُ وَيَهْدِي مَنْ يَشَاءُ وَمَا يَعْلَمُ جُودَ رَبِّكَ إِلَّا هُوَ وَمَا هِيَ إِلَّا ذِكْرٌ لِلْبَشَرِ ﴿۳۱﴾

كَلَّا وَالْقَمَرَ ﴿۳۲﴾

وَآيَلِيلٍ إِذْ أَدْبَرَ ﴿۳۳﴾

وَالصُّبْحِ إِذْ أَسْفَرَ ﴿۳۴﴾

إِنَّمَا لَهْدَى الذُّكُرِ ﴿۳۵﴾

نَذِيرٌ لِلْبَشَرِ ﴿۳۶﴾

لِيَمُنَّ شَاءَ مِنْكُمْ أَنْ يَتَّقَدَّمَ أَوْ يَتَأَخَّرَ ﴿۳۷﴾

(۱) بیمار دل والوں سے مراد منافقین ہیں یا پھر وہ ہیں جن کے دلوں میں شکوک تھے کیوں کہ مکے میں منافقین نہیں تھے۔ یعنی یہ پوچھیں گے کہ اس تعداد کو یہاں ذکر کرنے میں اللہ کی کیا حکمت ہے؟  
 (۲) یعنی گزشتہ گمراہی کی طرح، جسے چاہتا ہے گمراہ اور جسے چاہتا ہے، راہ یاب کرتا ہے، اس میں جو حکمت بالغہ ہوتی ہے، اسے صرف اللہ ہی جانتا ہے۔

(۳) یعنی یہ کفار و مشرکین سمجھتے ہیں کہ جہنم میں ۱۹ فرشتے ہی تو ہیں نا، جن پر قابو پانا کون سا مشکل کام ہے؟ لیکن ان کو معلوم نہیں کہ رب کے لشکر تو اتنے ہیں کہ جنہیں اللہ کے سوا کوئی جانتا ہی نہیں۔ صرف فرشتے ہی اتنی تعداد میں ہیں کہ ۷۰ ہزار فرشتے روزانہ اللہ کی عبادت کے لیے بیت المعمور میں داخل ہوتے ہیں، پھر قیامت تک ان کی باری نہیں آئے گی۔ (صحیح البخاری و مسلم)

(۴) یعنی یہ جہنم اور اس پر مقرر فرشتے، انسانوں کی پند و نصیحت کے لیے ہیں کہ شاید وہ نافرمانیوں سے باز آجائیں۔

(۵) کَلَّا، یہ اہل مکہ کے خیالات کی نفی ہے یعنی جو وہ سمجھتے ہیں کہ ہم فرشتوں کو مغلوب کر لیں گے ہرگز ایسا نہیں ہو گا۔ قسم ہے چاند کی اور رات کی جب وہ پیچھے ہٹے یعنی جانے لگے۔

(۶) یہ جواب قسم ہے۔ کُبْرَىٰ، کُبْرَىٰ کی جمع ہے تین نہایت اہم چیزوں کی قسموں کے بعد اللہ نے جہنم کی بڑائی اور ہولناکی کو بیان کیا ہے جس سے اس کی بڑائی میں کوئی شک نہیں رہتا۔

(۷) یعنی یہ جہنم ڈرانے والی ہے یا اس نذیر سے مراد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں یا قرآن ہے کیوں کہ قرآن بھی اپنے بیان کردہ وعدہ و وعید کے اعتبار سے انسانوں کے لیے نذیر ہے۔

چاہے۔<sup>(۱)</sup> (۳۷)  
 ہر شخص اپنے اعمال کے بدلے میں گروی ہے۔<sup>(۲)</sup> (۳۸)  
 مگر دائیں ہاتھ والے۔<sup>(۳)</sup> (۳۹)  
 کہ وہ بہشتوں میں بیٹھے ہوئے گناہ گاروں سے۔<sup>(۴)</sup> (۴۰)  
 سوال کرتے ہوں گے۔<sup>(۵)</sup> (۴۱)  
 تمہیں دوزخ میں کس چیز نے ڈالا۔ (۴۲)  
 وہ جواب دیں گے کہ ہم نمازی نہ تھے۔ (۴۳)  
 نہ مسکینوں کو کھانا کھلاتے تھے۔<sup>(۶)</sup> (۴۴)  
 اور ہم بحث کرنے والے (انکاریوں) کا ساتھ دے کر  
 بحث مباحثہ میں مشغول رہا کرتے تھے۔<sup>(۷)</sup> (۴۵)  
 اور روز جزا کو جھٹلاتے تھے۔ (۴۶)  
 یہاں تک کہ ہمیں موت آگئی۔<sup>(۸)</sup> (۴۷)  
 پس انہیں سفارش کرنے والوں کی سفارش نفع نہ دے  
 گی۔<sup>(۹)</sup> (۴۸)

كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ رَهِينَةٌ ﴿۳۷﴾  
 إِلَّا أَصْحَابَ الْيَمِينِ ﴿۳۸﴾  
 فِي جَنَّاتٍ يَتَسَاءَلُونَ ﴿۳۹﴾  
 عَنِ الْمُجْرِمِينَ ﴿۴۰﴾  
 مَا سَأَلَكُمْ فِي سَقَرٍ ﴿۴۱﴾  
 قَالُوا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّينَ ﴿۴۲﴾  
 وَلَمْ نَكُ نَطْعُمُ الْمَسْكِينِ ﴿۴۳﴾  
 وَكُنَّا نَحْوُضَ مَعَ الْفَاطِيئِينَ ﴿۴۴﴾  
 وَكُنَّا نَكْتُمُ بِيَوْمِ الدِّينِ ﴿۴۵﴾  
 حَتَّىٰ آتَانَا الْيَقِينَ ﴿۴۶﴾  
 فَمَا نَنْفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشَّفِيعِينَ ﴿۴۷﴾

(۱) یعنی ایمان و اطاعت میں آگے بڑھنا چاہے یا اس سے پیچھے ہٹنا چاہے۔ مطلب ہے کہ انذار ہر ایک کے لیے ہے جو ایمان لائے یا کفر کرے۔

(۲) رہن گروی رکھنے کو کہتے ہیں۔ یعنی ہر شخص اپنے عمل کا گروی ہے، وہ عمل اسے عذاب سے چھڑالے گا، (اگر نیک ہوگا) یا اسے ہلاک کروادے گا۔ (اگر برا ہوگا)

(۳) یعنی وہ اپنے گناہوں کے اسیر نہیں ہوں گے، بلکہ اپنے نیک اعمال کی وجہ سے آزاد ہوں گے۔

(۴) فِي جَنَّاتٍ، أَصْحَابُ الْيَمِينِ سے حال ہے۔ اہل جنت بالا خانوں میں بیٹھے، جہنمیوں سے سوال کریں گے۔

(۵) نماز حقوق اللہ میں سے اور مساکین کو کھلانا حقوق العباد میں سے ہے۔ مطلب یہ ہوا کہ ہم نے اللہ کے حقوق ادا کیے نہ بندوں کے۔

(۶) یعنی کج بحثی اور گمراہی کی حمایت میں سرگرمی سے حصہ لیتے تھے۔

(۷) یقین کے معنی موت کے ہیں، جیسے دوسرے مقام پر ہے۔ ﴿وَأَعْبُدْ رَبَّكَ حَتَّىٰ يَأْتِيَكَ الْيَقِينُ﴾ (الحجر ۹۹)

(۸) یعنی جو صفات مذکورہ کا حامل ہوگا، اسے کسی کی شفاعت بھی فائدہ نہیں پہنچائے گی، اس لیے کہ وہ کفر کی وجہ سے محل شفاعت ہی نہیں ہوگا، شفاعت تو صرف ان کے لیے مفید ہوگی جو ایمان کی وجہ سے شفاعت کے قابل ہوں گے۔

انہیں کیا ہو گیا ہے؟ کہ نصیحت سے منہ موڑ رہے ہیں۔ (۴۹)

گویا کہ وہ بد کے ہوئے گدھے ہیں۔ (۵۰)  
جو شیر سے بھاگے ہوں۔ (۵۱)<sup>(۱)</sup>

بلکہ ان میں سے ہر شخص چاہتا ہے کہ اسے کھلی ہوئی کتابیں دی جائیں۔ (۵۲)<sup>(۲)</sup>

ہرگز ایسا نہیں (ہو سکتا بلکہ) یہ قیامت سے بے خوف ہیں۔ (۵۳)<sup>(۳)</sup>

سچی بات تو یہ ہے کہ یہ (قرآن) ایک نصیحت ہے۔ (۵۴)<sup>(۴)</sup>

اب جو چاہے اس سے نصیحت حاصل کرے۔ (۵۵)  
اور وہ اس وقت نصیحت حاصل کریں گے جب اللہ تعالیٰ چاہے،<sup>(۵)</sup> وہ اسی لائق ہے کہ اس سے ڈریں اور اس لائق بھی کہ وہ بخشے۔ (۵۶)<sup>(۶)</sup>

فَمَا لَهُمْ عَنِ التَّذْكَرَةِ مُعْرِضِينَ ﴿۴۹﴾

كَأَنَّهُمْ حُمُرٌ مُسْتَنَفِرَةٌ ﴿۵۰﴾

فَرَّتْ مِنْ قَسْوَرَةٍ ﴿۵۱﴾

بَلْ يُرِيدُ كُلُّ امْرِئٍ مِنْهُمْ أَنْ يُؤْتِي صُحُفًا مُنْتَشِرَةً ﴿۵۲﴾

كَلَّا بَلْ لَا يَخَافُونَ الْآخِرَةَ ﴿۵۳﴾

كَلَّا إِنَّهُ تَذَكُّرٌ ﴿۵۴﴾

فَمَنْ شَاءَ ذَكَرْهُ ﴿۵۵﴾

وَمَا يَذْكُرُونَ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ هُوَ أَهْلُ التَّعْوَىٰ

وَأَهْلُ الْمَعْفُورِ ﴿۵۶﴾

اللہ کی طرف سے شفاعت کی اجازت بھی انہی کے لیے ملے گی نہ کہ ہر ایک کے لیے۔

(۱) یعنی یہ حق سے نفرت اور اعراض کرنے میں ایسے ہیں جیسے وحشی، خوف زدہ گدھے، شیر سے بھاگتے ہیں جب وہ ان کا شکار کرنا چاہے۔ قَسْوَرَةٌ بمعنی شیر بعض نے تیر انداز معنی بھی کیے ہیں۔

(۲) یعنی ہر ایک کے ہاتھ میں اللہ کی طرف سے ایک ایک کتاب مفتوح نازل ہو جس میں لکھا ہو کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں۔ بعض نے اس کا مفہوم یہ بیان کیا ہے کہ بغیر عمل کے یہ عذاب سے براءت چاہتے ہیں، یعنی ہر ایک کو پروانہ نجات مل جائے۔ (ابن کثیر)

(۳) یعنی ان کے فساد کی وجہ ان کا آخرت پر عدم ایمان اور اس کی تکذیب ہے جس نے انہیں بے خوف کر دیا ہے۔

(۴) لیکن اس کے لیے جو اس قرآن کے مواعظ و نصائح سے عبرت حاصل کرنا چاہے۔

(۵) یعنی اس قرآن سے ہدایت اور نصیحت اسے ہی حاصل ہوگی جسے اللہ چاہے گا۔ ﴿وَمَا يَشَاءُونَ إِلَّا أَنْ يَشَاءَ اللَّهُ رَبُّ

الْعَالَمِينَ﴾ (التکویر، ۲۹)

(۶) یعنی وہ اللہ ہی اس لائق ہے کہ اس سے ڈرا جائے اور وہی معاف کرنے کے اختیارات رکھتا ہے۔ اس لیے وہی اس بات کا مستحق ہے کہ اسکی اطاعت کی جائے اور اسکی نافرمانی سے بچا جائے تاکہ انسان اسکی مغفرت و رحمت کا سزاوار قرار پائے۔